27اگست1962

ازعدالت عظمیٰ

مڈن گوپال

بنام

اسٹیٹ آف پنجاب

(پی بی سنہا،سی جے، کے سبّا راؤ، جے۔سی۔شاہ، این۔راجگو پالا آیانگراور جے۔آر۔مدھولکر، جسٹسز۔)

عارضی سرکاری ملازم — ملازمت کا خاتمہ — تفتیش — بدسلوکی — ہندوستان کا آئین، آرٹیکل 311(2)۔

اپیل کنندہ، جوایک عارضی سرکاری ملازم ہے، کو بدانتظامی کاالزام لگاتے ہوئے چارج شیٹ پیش کی گئی تھی۔تصفیہ افسر کے ذریعے الزامات کی تحقیقات کی گئی اوراپیل کنندہ کومجرم پایا گیا۔ڈپٹی کمشنر نےتصفیہ افسر کے نتائج کوقبول کرتے ہوئے اور اپیل کنندہ کواس کے سلسلے میں کی جانے والی مجوزہ کارروائی کے خلاف وجہ بتانے کامعقول موقع دیےبغیرایک ماہ کے نوٹس کے بدلےایک ماہ کی تنخواہ دینے کے بعداپنی خدمات ختم کردیں۔اپیل کنندہ نے پنجاب ہائی کورٹ کے سامنے رٹ پٹیشن کے ذریعے اپنی ملازمت کے خاتمے کوللکارکیا۔فاضل جج نے حکم کوکالعدم قراردیتے ہوئے رٹ منظورکرلی۔ڈویژن بنچ نے فاضل جج کے حکم کوالٹ دیا۔

یہ مانا گیا کہ اپیل کنندہ کی ملازمت کاخاتمہ، جواس کی مبینہ بدانتظامی کی تحقیقات سے پہلےاور بدانتظامی کے نتائج کی بنیاد پرتھا،اس کے مستقبل کے کیریئر کومتاثرکرنے والے بدنماداغ کے مترادف ہے،اورآئین ہند کےآرٹیکل 311(2) کی عدم تعمیل کی وجہ سے کہ اپیل کنندہ کومجوزہ سزا کے خلاف وجہ ظاہرکرنے کاموقع نہیں دیا گیاتھا،حکم نےآئین کےآرٹیکل 311 (2) کی خلاف ورزی کی۔

پروشوتم لال ڈھنگڑا بنام یونین آف انڈیا،(1958) ایس،سی آر828،حوالہ دیا گیا۔

ریاست بہار بنام گوپی کشورفراشداے۔1۔اس کے بعدآر۔ 1960ایس۔سی۔ 689 آیا۔

ریاست اڑیسہ بنام رام نارائن داس،(1961) 1ایس سی آر606،ممتاز۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار: سول اپیل نمبر 329 آف 1960،

1958 کے ایل پی اے نمبر 72 میں پنجاب ہائی کورٹ کے 28 اکتوبر 1958 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

این۔این کیسوانی، اپیل کنندہ کے لیے۔

جواب دہندگان کے لیے۔این۔ایس۔بندرا۔اور۔پی ڈی مینن۔

1962.27 اگست۔عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

شاہ، جے۔—اپیل کنندہ مدھن گوپال کو پٹیالہ اور مشرقی پنجاب اسٹیٹ یونین کے تصفیہ کمشنر کے 5 اکتوبر 1953 کے حکم سے انسپکٹر آف کنسولیڈیشن مقرر کیا گیا تھا۔یہ تقرری" عارضی بنیاد پر تھی اور ایک ماہ کے نوٹس کے ساتھ ختم کی جا سکتی تھی"۔5 فروری 1955 کو اپیل کنندہ کو تصفیہ آفیسر بھٹنڈا کی طرف سے" چارج شیٹ" پیش کی گئی کہ اسے (اپیل کنندہ) دربرا سنگھ سے 150 روپے غیر قانونی تسکین کے طور پر ملے تھے اور اس نے اڈے سنگھ سے 30 روپے غیر قانونی تسکین کے طور پر مانگے تھے۔اپیل گزار سے کہا گیا کہ اگر فرد جرم میں لگائے گئے الزامات ثابت ہو گئے ہیں تو اس کے خلاف تادیبی کارروائی کیوں نہیں کی جانی چاہیے۔اپیل کنندہ نے فرد جرم میں اپنی وضاحت پیش کی۔ 22 فروری 1955 کو تصفیہ آفیسر نے ڈپٹی کمشنر بھٹنڈا کو اپنی رپورٹ پیش کی، جس میں کہا گیا کہ دربرا سنگھ سے غیر قانونی تسکین کی وصولی سے متعلق دعوی ثابت ہوا۔ڈپٹی کمشنر نے 17 مارچ 1955 کے حکم نامے کے ذریعے حکم دیا کہ مدھن گوپال انسپکٹر کی خدمات فوری طور پر ختم کر دی جائیں اور نوٹس کے بدلے اسے قواعد کے مطابق ایک ماہ کی تنخواہ ملے گی۔

اپیل کنندہ نے ڈپٹی کمشنر سے حکم کا جائزہ لینے کی درخواست کی، اور وزیر محصول امور کو ایک یادگار بھی پیش کی۔راحت حاصل کرنے میں ناکام ہونے کے بعد، اپیل کنندہ نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت ایک رٹ کے لیے پیپسو کی ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی جس میں 17 مارچ 1955 کے حکم کو اس بنیاد پر کالعدم قرار دیا گیا کہ ملازمت سے برخاست کرنے کا حکم آئین کے آرٹیکل 311 کی خلاف ورزی تھا کیونکہ برخاستگی کے حکم کے خلاف وجہ ظاہر کرنے کا کوئی معقول موقع بالکل نہیں دیا گیا تھا۔انہوں نے تصفیہ افسر کے انکوائری کرنے کے اختیار کو بھی للکارا کیا اور کہا کہ انکوائری کرنے میں اس افسر کے ذریعے اختیار کیا گیا طریقہ کار بے قاعدہ تھا۔ریاست پنجاب کی تنظیم نو سے متعلق عرضی کو پنجاب ہائی کورٹ میں منتقل کر دیا گیا۔

درخواست کی سماعت کرنے والے جسٹس بشن نارائن نے رٹ جاری کرنے کے لیے درخواست کی، کیونکہ ان کے خیال میں ملازمت ختم کرنے کا حکم سزا کے حکم کی نوعیت کا تھا اور چونکہ آرٹیکل 311 (2) کی دفعات کی تعمیل انکوائری آفیسر، ڈپٹی کمشنر یا تصفیہ کمشنر نے نہیں کی تھی، اس لیے حکم غلط تھا۔ لیٹرز پیٹنٹ کے تحت اپیل میں، ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ نے حکم کو الٹ دیا۔ ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ اپیل کنندہ ایک عارضی ملازم تھا اور اسے اس عہدے پر فائز ہونے کا کوئی حق نہیں تھا جس پر وہ قابض تھا اور متنازعہ حکم کے ذریعے اپیل کنندہ کو برخاست یا ملازمت سے نہیں ہٹایا گیا تھا، بلکہ ملازمت کی شرائط کے تحت مخصوص اختیار کے استعمال میں اس کی ملازمت کو ختم کر دیا گیا تھا، اور اپیل کنندہ پر کوئی جرمانہ عائد نہیں کیا گیا تھا۔

اپیل کنندہ ایک عارضی ملازم تھا، اور اس کی ملازمت کو بغیر کوئی وجہ بتائے "ایک ماہ کے نوٹس" کے ذریعے ختم کیا جا سکتا تھا۔ تاہم، ڈپٹی کمشنر نے اس اختیار کا استعمال کرتے ہوئے کام نہیں کیا: اپیل کنندہ کو اس کی بدانتظامی کا تعین کرنے والی چارج شیٹ پیش کی گئی، مبینہ بدانتظامی کے سلسلے میں انکوائری کی گئی اور اس کی ملازمت ختم کر دی گئی کیونکہ تصفیہ آفیسر کے خیال میں ــ جس خیال سے ڈپٹی کمشنر نے اتفاق کیا تھا ــ بدانتظامی ثابت ہوئی۔ اس طرح کا خاتمہ "اس کے مستقبل کے کیریئر کو متاثر کرنے والا بدنما داغ" ڈالنے کے مترادف ہے۔ ریاست بہار بنام گوپی کشور پرساد (1) (A.I.R. 1960 S.C.R689) میں، فاضل چیف جسٹس نے ملازمت کے خاتمے یا سرکاری ملازم کو جانچ پڑتال پر فارغ کرنے کے معاملات سے نمٹنے کے لیے پانچ تجاویز پیش کیں جن میں سے تیسری تجویز اس طرح بیان کی گئی ہے :

"لیکن، اگر کسی تفتیش کے بغیر ایسے شخص کی ملازمت ختم کرنے کے بجائے، آجر اس کی مبینہ بدانتظامی، یا نااہلی، یا اسی طرح کی کسی وجہ سے تحقیقات کرنے کا انتخاب کرتا ہے، تو ملازمت کا خاتمہ سزا کے طور پر ہوتا ہے، کیونکہ اس سے اس کی اہلیت پر بدنما داغ لگتا ہے اور اس طرح اس کے مستقبل کے کیریئر پر اثر پڑتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ تحفظ یا آئین کے آرٹیکل 311 (2) کا حقدار ہے۔"

یہ سچ ہے کہ اس معاملے میں عدالت ایک سرکاری ملازم کے مقدمے کو جانچ پڑتال پر دیکھ رہی تھی جبکہ اپیل کنندہ ایک عارضی ملازم تھا لیکن، اصولی طور پر، اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ اپیل کنندہ جانچ پڑتال کرنے والا تھا یا عارضی ملازم۔ اپیل کنندہ کو ایک چارج شیٹ پیش کی گئی تھی کہ اس نے ایک شخص سے غیر قانونی تسکین حاصل کی تھی اور دوسرے سے غیر قانونی تسکین کا مطالبہ کیا تھا۔ اپیل کنندہ کو اپنا دفاع کرنے کا موقع دیا گیا تھا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تصفیہ افسر کے سامنے الزام کی حمایت اور دفاع میں گواہوں سے پوچھ گچھ کی گئی تھی۔ تصفیہ افسر نے اطلاع دی کہ شواہد پر وہ مطمئن ہیں کہ اپیل کنندہ کو 150 روپے غیر قانونی تسکین کے طور پر موصول ہوئے ہیں اور یہ کہ اپیل کنندہ "اچھی ساکھ سے لطف اندوز نہیں ہوا اور وہ مشکوک دیانت دار شخص تھا"۔ اب یہ بات اچھی طرح طے ہو چکی ہے کہ آئین کے آرٹیکل 311 (2) کا تحفظ اتنا ہی عارضی سرکاری ملازم پر لاگو ہوتا ہے جتنا کہ مستقل سرکاری ملازمین پر۔ آئین کے آرٹیکل 311 کی بنا پر اپیل کنندہ اس وقت تک برخاست یا ملازمت سے ہٹائے جانے کا ذمہ دار نہیں تھا جب تک کہ اسے اس کے سلسلے میں کی جانے والی مجوزہ کارروائی کے خلاف معقول موقع نہ دیا

جائے: اپیل کنندہ کو ایسا کوئی موقع نہیں دیا گیا اور اس لیے آئین کے آرٹیکل 311 کی تعمیل نہیں کی گئی۔

ریاست پنجاب کی طرف سے پیش وکیل نے دلیل دی کہ 17 مارچ 1955 کا حکم وہ حکم نہیں تھا جس کے مطابق اپیل کنندہ کی ملازمت ختم کی گئی تھی، مؤثر حکم 30 مارچ 1955 کو تصفیہ آفیسر کی طرف سے منظور کیا گیا تھا۔ تاہم ریکارڈ پر ایسا کوئی حکم نہیں ملتا، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ریاست کی طرف سے ہائی کورٹ میں دائر تحریری بیان میں یہ واضح طور پر تسلیم کیا گیا تھا کہ اپیل کنندہ کی ملازمت 17 مارچ 1955 کو ختم کر دی گئی تھی۔ وکیل نے یہ بھی دلیل دی کہ تصفیہ افسر کی طرف سے اس بات کا تعین کرنے کے مقصد سے انکوائری کی گئی تھی کہ آیا اپیل کنندہ جو ایک عارضی ملازم تھا اسے ملازمت میں برقرار رکھا جانا چاہیے یا اسے اس کی ملازمت کی شرائط کے تحت فارغ کیا جانا چاہیے، اور اس طرح کی انکوائری کے مطابق آئین کے آرٹیکل 311(2) کے تحفظ کو راغب نہیں کیا گیا، اور اس کے جمع کرانے والے وکیل کی حمایت میں ریاست اڑیسہ بنام رام نارائن داس (1) (1961) (1 S.C.R.606) میں اس عدالت کے فیصلے پر انحصار کیا گیا۔ رام نارائن داس کے معاملے میں سرکاری ملازمین کے طرز عمل کو کنٹرول کرنے والے قواعد کے مطابق انکوائری کی گئی تھی تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ آیا متعلقہ سرکاری ملازم کی جانچ جاری رکھی جانی چاہیے اور اس کی طرف سے اسے وجہ بتانے کا نوٹس جاری کیا گیا تھا۔ تفتیشی افسر کی اس رپورٹ پر کہ سرکاری ملازم کا کام اور طرز عمل غیر تسلی بخش تھا، ملازمت ختم کرنے کا حکم اسے اس کے سلسلے میں کی جانے والی مجوزہ کارروائی کے خلاف وجہ بتانے کا موقع فراہم کیے بغیر منظور کیا گیا۔ اس عدالت نے نشاندہی کی کہ سرکاری ملازم کو اس عہدے کا کوئی حق نہیں ہے جس پر وہ قابض ہے اور اس کی تقرری کی شرائط کے تحت وہ جانچ کی مدت کے دوران کسی بھی وقت فارغ ہونے کا ذمہ دار ہے۔ یہ مشاہدہ کیا گیا کہ محض ملازمت کے خاتمے کے "کوئی برے نتائج" نہیں ہوتے ہیں جیسے کہ اس کی تنخواہ یا الاؤنس ضبط کرنا، سنیارٹی کا نقصان، رکنا یا مستقبل میں ترقی کے امکانات ملتوی کرنا وغیرہ اور اس لیے، غیر تسلی بخش کام اور طرز عمل کی وجہ سے اس کی ملازمت کو ختم کرنے کے حکم سے سرکاری ملازم کے مستقبل کے کیریئر پر کوئی بدنما داغ نہیں پڑا۔" مدعا علیہ کے خلاف تفتیش اس بات کا پتہ لگانے کے لیے تھی کہ آیا وہ تصدیق کے لیے موزوں ہے یا نہیں۔ بدسلوکی، لاپرواہی، نااہلی یا دیگر نااہلی کے الزامات کی تحقیقات میں کسی سرکاری ملازم کو فارغ کرنے کا حکم، چاہے وہ پروبیشنر ہی کیوں نہ ہو، مناسب طریقے سے سزا کے طور پر مانا جا سکتا ہے، لیکن تحقیقات کے بعد کسی پروبیشنر کو رہا کرنے کا حکم اس نوعیت کا نہیں ہے کہ آیا اس کی تصدیق کی جانی چاہیے یا نہیں۔ مؤخر الذکر (گوپی کشور پرساد) کے معاملے میں تیسری تجویز بدسلوکی یا نااہلی کے الزامات کی تحقیقات سے مراد ہے، اگر وہ ثابت ہو گئے تو سزا دینے کے لیے اور اس تفتیش سے نہیں کہ آیا پروبیشنر کی تصدیق کی جانی چاہیے۔ لہذا، تحقیقات کے انعقاد کی حقیقت سوال کا فیصلہ کن نہیں ہے۔ فیصلہ کن بات یہ ہے کہ آیا یہ حکم سزا کے ذریعے ہے، پرشوتم لال ڈھنگرا کے کیس (1) (1958) S.C.R.828 میں طے شدہ آزمائشوں کی روشنی میں۔"

اس معاملے میں سیٹلمنٹ آفیسر کی طرف سے کی گئی انکوائری اس بات کا پتہ لگانے کے مقصد سے کی گئی تھی کہ آیا اپیل کنندہ کے خلاف اس کی مبینہ بدکاری کے لیے تادیبی کارروائی کی جانی چاہیے یا نہیں۔ یہ واضح طور پر ایک تفتیش تھی جس کا مقصد تعزیری کارروائی کرنا تھا جس میں برخاستگی یا ملازمت سے ہٹانا شامل تھا اگر اپیل کنندہ نے اس کے خلاف الزام عائد کردہ بدکاری کا

ارتکاب کیا تھا۔انکوائری میں دی گئی رپورٹ کے نتیجے میں اس طرح کی انکوائری اور حکم رام نارائن دس کے کیس (1 (1958) کے اصول کے تحت نہیں آئے گا۔

لہذا اپیل کی اجازت دی جاتی ہے اور ہائی کورٹ کے ذریعے منظور کردہ حکم کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور مسٹر جسٹس بشن نارائن کے ذریعے منظور کردہ حکم کو اس عدالت اور ہائی کورٹ میں اخراجات کے ساتھ بحال کیا جاتا ہے۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.05.09 16:23
I am the author of this
document